فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا جمعہ کی فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر پڑھنا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں۔ جمعہ کی فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر کی قرأت کرنا مسنون ہے۔ (بخاری:۸۹۱، مسلم:۸۸۰)

سوال: کیا پہلی کی بہ نسبت دوسری رکعت میں لمبی قرأت کرنا مکروہ ہے؟

جواب: مکروہ نہیں، البتہ مسنون یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت لمبی ہو۔ (بخاری: ۷۵۹، مسلم:۴۵۱)

سوال: کیا عورت جہری قرأت کر سکتی ہے؟

جواب: کر سکتی ہے۔

سوال: کیا فرض نماز میں بھی امام کو لقمہ دیا جا سکتا ہے؟

جواب: فرض نماز میں بھی اگر امام قرأت بھول جائے، تو اسے لقمہ دینا چاہیے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةً، فَقَرَأَ فِيهَا فَلُبِسَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأُبَيٍّ : أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَمَا مَنَعَكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی) نماز پڑھائی، قرأت کی، تو آپ کو لقمہ لگا۔ نماز

سے فارغ ہوئے، تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی؟ کہنے لگے: جی ہاں، فرمایا: پھر لقمہ کیوں نہیں دیا۔"

(سنن أبي داود : 907، المعجم الكبير للطّبراني : 313/12، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۲۴۲) نے "صحیح" قرار دیا ہے۔ حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع: ۴/۲۴۱) نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔

طبرانی کے الفاظ ہیں:

فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ؟

"مجھے لقمہ کیوں نہ دیا۔"

سوال: ایک جگہ سے قرأت شروع کی، بھول گیا، تو دوسری جگہ سے قرأت شروع کر دی، کیا حکم ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: سورت فاتحہ کے بعد کم از کم کتنی قرأت ہونی چاہیے؟

جواب: جتنی میسر ہو، کم از کم تین آیات کی قید بلا دلیل ہے۔

سوال: کیا سری نماز میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: نماز سری ہو، یا جہری، ہر ایک میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں۔

سوال: کیا کسی صحابی یا تابعی سے رفع الیدین کا ترک ثابت ہے؟

جواب: کسی صحابی یا تابعی سے باسند صحیح رفع الیدین کا ترک ثابت نہیں۔

سوال: جان بوجھ کر خلاف ترتیب سورتوں کی قرأت کی، کیا نماز کا اعادہ واجب ہے؟

(جواب): سورتوں کی ترتیب وار قرأت مستحسن ہے، واجب نہیں، اگر بغیر ترتیب کے قرأت کی، تو نماز بلا کراہت جائز ہے، اعادہ نہیں۔

❁ نبی کریم ﷺ سے بلا ترتیب سورتوں کی قرأت بھی ثابت ہے۔

(صحیح مسلم: 772)

(سوال): قرأت کرتے ہوئے ایک سورت کے بعد دوسری سورت کو چھوڑ دیا، پھر تیسری سورت کی قرأت کی، کیا ایسا کرنا مکروہ ہے؟

(جواب): کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): اگر کوئی شخص سجدہ والی سورت میں آیت سجدہ سے پہلے تک قرأت کرے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا نماز میں قرآن کی کوئی بھی قرأت تلاوت کی جا سکتی ہے؟

(جواب): قرآن کی جتنی متواتر قرأتیں ہیں، ان میں سے کوئی بھی قرأت نماز میں کی جا سکتی ہے۔

(سوال): بعض کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سورت فاتحہ کی سات جگہ سکتہ نہیں کرے گا، تو شیطان کا نام پیدا ہو جاتا ہے، اس کے بارے کیا کہتے ہیں؟

(جواب): یہ قول فاسد، باطل اور لغو ہے۔

(سوال): اگر کوئی شخص نماز میں قرآن کی جگہ اس کا ترجمہ پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز باطل ہے اور ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے۔ اگر وہ ترجمہ کو قرآن ہی سمجھتا ہے، تو اس پر کفر کا اندیشہ ہے، کیونکہ قرآن کے حروف اور معانی اللہ تعالیٰ کی طرف

سے نازل کردہ ہیں، جو کسی ایک کا بھی انکار کرے، وہ کافر ہے۔

سوال: فرض نماز کی ہر رکعت میں قرأت کے آخر میں سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز اور مستحب ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی قیادت میں لشکر بھیجا۔ وہ صاحب جب نماز پڑھاتے، تو اپنی قرات سورت اِخلاص پر ختم کرتے۔ لشکر واپس آیا، تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معمول کا ذکر کیا، فرمایا: ان سے پوچھیں، وہ ایسا کیوں کرتے رہے؟ لوگوں نے دریافت کیا، تو انہوں نے جواب دیا: یہ رحمٰن کی صفات پر مشتمل ہے، لہٰذا میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں آگاہ کر دیں کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 7375؛ صحيح مسلم : 813)

مکروہ کہنے والوں کا قول مکروہ ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں قرآن کا ایک رکوع اور دوسری رکعت میں چھوٹی سورت کی تلاوت کرے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔

سوال: کبھی کبھار نماز فجر میں چھوٹی سورتوں کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

❀ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں دوران سفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقبہ! آپ کو دو بہترین سورتیں نہ سکھلاؤں،

آپ ﷺ نے سورت فلق اور سورت ناس سکھائیں۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ میں نے یہ سورتیں سیکھ کر کوئی زیادہ خوشی محسوس نہیں کی۔ نماز فجر کے لئے تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے یہی دو سورتیں تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہوئے، تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: عقبہ! کیسا لگا؟''

(سنن أبي داود : 1462؛ سنن النّسائي : 5438؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۵۳۵) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ نبی کریم ﷺ نے فجر کی دونوں رکعتوں میں سورت زلزال کی تلاوت فرمائی۔

(سنن أبي داود : 816، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: پہلی رکعت میں سورت مزمل کا حصہ تلاوت کیا اور دوسری میں سورت بقرہ کا حصہ تلاوت کیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کرنا جائز ہے۔ نماز میں سورتوں کی ترتیب ضروری نہیں۔

سوال: ایک شخص قرأت کی ابتدا آیت کے درمیان سے کرتا ہے، کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ہو جائے گی، البتہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) سے کیا مراد ہے؟

جواب: پہلے مکمل روایت ملاحظہ ہو؛

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ، فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ : إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ .

''جس نے سورت فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی، وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں؟ فرمایا: سورت فاتحہ آہستہ سے پڑھیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :84/1، صحيح مسلم : 395)

اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنی:

احادیث محدثین کی ہیں۔ وہی ان کے الفاظ ومعانی کے امین ہیں۔ عافیت اسی میں ہے کہ محدثین کے معانی ومفاہیم پر اکتفا کیا جائے۔

محدثین کرام اس حدیث سے مقتدی پر سورت فاتحہ کی قرأت کو لازم قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس بعض لوگ محدثین کی روایات کو اپنا معنی پہناتے ہیں، یہ کسی طرح درست نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ منفرد کے بارے میں ہیں، یا سری نمازوں کے بارے میں ہیں، یا تدبر وتفکر پر محمول ہیں، ذیل میں ہم ثابت کریں گے کہ یہ تمام مفاہیم مبنی پر خطا ہیں اور درست معنی وہی ہے جو ائمہ ومحدثین نے لیا ہے۔

① جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، کیا ہم فاتحہ پڑھیں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھیں۔ جب سوال ہی مقتدی کے بارے میں ہے، تو پھر جواب بھلا منفرد کے بارے میں کیونکر ہوسکتا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ ان الفاظ کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہی ہے۔ ائمہ حدیث کا فہم اس کی تائید کرتا ہے۔

② ان الفاظ کا تعلق سری نمازوں سے جوڑنا درست نہیں، کیونکہ بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں:

إِنِّي أَسْمَعُ قِرَاءَ ةَ الْإِمَامِ ....

''میں امام کی قرأت سن رہا ہوتا ہوں......۔''

(مسند الحُميدي : 1004، صحيح أبي عَوانة : 1680)

یہ تو ظاہری بات ہے کہ امام کی قرأت سری نمازوں میں نہیں سنی جاتی، لہٰذا اس اثر کو صرف سری نمازوں پر محمول کرنا درست نہ ہوا۔ صحابہ کرام جہری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل تھے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَاقْرَأْ بِهَا وَاسْبُقْهُ .

''جب امام سورت فاتحہ پڑھے تو آپ بھی پڑھیے اور امام سے سبقت لے جائیے۔''

(جزء القراءة للبخاري : 146، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ نیموی حنفی نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(آثار السّنن : 358)

اسی طرح سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی جہری نماز میں امام کے پیچھے قرأت کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔

❁ یزید بن شریک تیمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْقِرَاءَ ةِ خَلْفَ الْإِمَامِ، فَقَالَ لِي : اقْرَأْ قَالَ : قُلْتُ : وَإِنْ كُنْتُ خَلْفَكَ؟ قَالَ : وَإِنْ كُنْتَ خَلْفِي قَالَ : وَإِنْ قَرَأْتُ .

''میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں

سوال کیا، فرمایا: آپ قرأت کیجئے، میں نے عرض کیا: اگر چہ میں آپ کے پیچھے (مقتدی) ہوں؟ فرمایا: جی ہاں، اگر چہ آپ میری اقتدا میں ہوں اور میں قرأت کررہاہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3748، شرح مَعاني الآثار :218/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے:

اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

''آپ امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھیے۔''

(الأوسط لابن المُنذر : 1324، وسندهٗ صحيحٌ)

احناف بتائیں کہ وہ سری نمازوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ ترک کرنے کی وجہ؟

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .

''ہم (صحابہ) ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں امام کے پیچھے سورت فاتحہ اور مزید کوئی سورت پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے۔''

(سنن ابن ماجه : 843، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی ظہر و عصر میں امام کے پیچھے قرأت کرتے تھے۔

(شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :219/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابونضرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ، عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَالَ: فَاتِحَةَ الْكِتَابِ.

''میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرے گا؟ فرمایا: سورت فاتحہ پڑھے گا۔''

(القراءة خَلفَ الإمام للبخاري: 27، القراءة للبيهقي: 224، وسندهٗ حسنٌ)

کسی صحابی سے سری نمازوں میں امام کے پیچھے قرأت ترک کرنا ثابت نہیں۔

③ اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ کا معنی تدبر اور غور وفکر کرنا بھی کسی طور درست نہیں، اہل علم نے اس کا معنی کچھ یوں بیان کیا ہے:

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول: اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ سے مراد یہ ہے کہ سورت فاتحہ کو سراً پڑھا جائے، اونچی آواز سے نہ پڑھا جائے۔ ان الفاظ کو دل میں فاتحہ پڑھنے اور زبان سے ادا نہ کرنے پر محمول نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ اہل لغت کا اجماع ہے کہ دل میں پڑھنے کو قرأت نہیں کہا جاتا، نیز اہل علم کا اجماع ہے کہ فاتحہ کو دل سے پڑھنا اور زبان سے ادا نہ کرنا نہ (نماز کی شرائط میں سے کوئی) شرط ہے اور نہ ہی مسنون عمل ہے، لہٰذا اس روایت کو ایسے معنی پر محمول کرنا جائز نہیں، جس کا نہ کوئی قائل ہو اور نہ لغت عرب اس کا ساتھ دے۔''

(كتاب القراءة خَلفَ الإمام، ص 31)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی دلیل ہے، (جو کہتے ہیں :) امام، مقتدی اور منفرد پر فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ مقتدی کیلئے وجوب کی دلیل سیدنا ابو ہریرہ کا یہ فتویٰ بھی ہے :اِقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ ''آہستہ آواز میں سورت فاتحہ پڑھیے۔'' اس کا معنی ہے کہ اتنی مخفی آواز میں پڑھیے کہ آپ خود کو سنا سکیں۔ بعض مالکیہ وغیرہ نے ان الفاظ سے مراد تدبر کرنا اور یاد دہانی لیا ہے، یہ معنی قبول نہیں، کیونکہ قرأت کا اطلاق تب ہی ہوسکتا ہے، جب زبان کو اتنی حرکت دی جائے کہ خود کو آواز سنائی دے۔ اسی طرح اہل علم کا اتفاق ہے کہ جنبی شخص اگر قرآن میں دل سے تدبر کرے اور زبان کو حرکت نہ دے، تو اسے قرآن پڑھنے والا اور حالت جنابت میں قرأت کرنے پر گناہ کا مرتکب قرار نہیں دیا جاتا۔''

(شرح مسلم : 103/4)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا مَا قَالَ الْمُدَرِّسُونَ مِنْ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْقِرَاءَةِ فِي نَفْسِهِ التَّدَبُّرُ وَالتَّفَكُّرُ فَلَا يُوَافِقُهُ اللُّغَةُ .

''(بعض حنفی) مدرسین کا کہنا کہ الْقِرَاءَةِ فِي نَفْسِهٖ سے مراد تدبر اور تفکر ہے، (درست نہیں، کیونکہ) اس معنی کی لغت موافقت نہیں کرتی۔''

(العَرف الشّذي :78/1)

صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ جب امام دوران خطبہ سورت احزاب کی آیت نمبر ۵٦ پڑھے، تو:

يُصَلِّي السَّامِعُ فِي نَفْسِهٖ . ''سننے والا آہستہ سے درود پڑھے۔''

(الهِداية :123/1)

❀ اس کا مفہوم ''الکفایۃ شرح ہدایہ'' میں یوں بیان ہوا ہے:

أَيْ فَيُصَلِّي بِلِسَانِهِ خَفِيًّا .

''یعنی زبان سے مخفی آواز میں درود پڑھے۔''

(تُحفة الأحوذي : 206/2، مِرعاة المَفاتيح : 113/3)

❀ علامہ مُظہری حنفی صاحب لکھتے ہیں:

''فِي نَفْسِكَ کا مطلب ہے کہ اتنی آواز میں پڑھیں کہ آپ اپنے آپ کو سنا سکیں، اتنا اونچا نہ پڑھیں کہ ساتھ والے نمازی کو تشویش میں ڈال دیں۔ جو اپنی قرأت نہ سن سکے، اس کی قرأت درست نہیں۔''

(المَفاتيح شرح المَصابيح : 126/2)

❀ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان: فِي نَفْسِكَ کا معنی ہے: سراً قرأت کرنا۔''

(حاشية السّندهي علي سنن ابن ماجه :277/1)

❀ علامہ عبد الحق بن سیف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : (قَالَ : اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) أَيْ سِرًّا بِحَيْثُ تُسْمِعُ نَفْسَكَ .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فرمان: (اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ) کی مراد ہے کہ اتنی آہستہ قرأت کریں کہ خود کو سنائی دے۔''

(لمعات التّنقيح في شرح المَصابيح : 583/2)

❀ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِكَ .

''امام کے پیچھے ہر رکعت میں چپکے چپکے سورت فاتحہ پڑھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :374/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام اوزاعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''امام کو چاہیے کہ جیسے شروع نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورت فاتحہ کی قرأت بعد بھی سکتہ کرے، تا کہ مقتدی سورت فاتحہ پڑھ لے۔ اگر امام سکتہ نہ کرے، تو مقتدی کو چاہیے کہ امام کے ساتھ ساتھ ہی سورت فاتحہ پڑھ لے اور جلدی پڑھ لے، پھر غور سے امام کی قرأت سنے۔''

(القراء ة خلفَ الإمام للبيهقي، ص71، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: روایت: ''لوگ جہری نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا:

هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ؟، فَقَالَ رَجُلٌ : نَعَمْ أَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنِّي أَقُولُ : مَا بَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟

''کیا کسی نے میرے ساتھ قرأت کی؟ ایک شخص نے کہا: جی ہاں، میں نے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی کہوں کہ مجھ پر قرآن پڑھنا مشکل کیوں ہو رہا ہے؟''

(مسند الحميدي : 983، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے:

فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ، فِيمَا جَهَرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''جہری نماز میں لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرأت کرنے سے رک گئے۔''

یہ امام زہری رحمہ اللہ کا مدرج قول ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس حدیث کے بعد صحابہ کرام جہری نمازوں میں فاتحہ کے بعد والی قرأت کرنے سے رک گئے۔ اس سے امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کا استدلال کرنا درست نہیں۔

تنبیہ:

قَالَ الزُّهْرِيُّ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْتَهَى النَّاسُ.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ (جہری نمازوں میں فاتحہ کے بعد قرأت کرنے سے) رک گئے۔''

(سنن أبي داود، تحت الحديث: 827)

یہ قول منقطع ہے، امام زہری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَا يَدْخُلُ عَلٰى مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ، لِأَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ هُوَ الَّذِي رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيثَ.

''اس حدیث میں ان کے خلاف کوئی دلیل نہیں کہ جو کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے

(سورت فاتحہ کی) قرأت کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس حدیث نبوی کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں (جو امام کے پیچھے فاتحہ کی قرأت کا فتویٰ دیتے تھے)۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 312)

سوال: قرأت میں واحد کے صیغہ کو جمع اور جمع کو واحد پڑھ دیا، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: جان بوجھ کر ایسا کرنا قطعاً ناجائز وحرام ہے، نماز بھی باطل ہے۔ البتہ اگر بھول کر ہوا ہے، تو نماز ہو جائے گی، اعادہ نہیں۔

سوال: اگر کوئی شخص امام سے درخواست کرے کہ آج نماز میں فلاں فلاں سورت کی تلاوت سنا دیجئے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ درخواست کی بھی جا سکتی ہے اور اسے پورا بھی کیا جا سکتا ہے۔ کسی خاص سورت کی فرمائش کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا سورت اعراف (۲۰۴) سے فاتحہ خلف الامام کی نفی ہوتی ہے؟ نیز اس بارے وار چند اقوال صحابہ کی تحقیق درکار ہے؟

جواب: جو لوگ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے روکتے ہیں، وہ سورت اعراف کی آیت (۲۰۴) پیش کرتے ہیں، اس استدلال پر مختصر اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف : ٢٠٤)

''جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحمت ہو۔''

جائزہ:

① خیر القرون میں کسی نے اس آیت سے مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنے سے منع نہیں کیا۔

② یہ آیت کریمہ نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے مقتدی کو جہری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے، کبھی منع نہیں کیا۔

④ آیت کریمہ عام ہے۔قرآن کے عمومی حکم سے حدیث استثنیٰ کر سکتی ہے۔ مقتدی کے لیے مطلقاً قرأت کرنا منع ہے، لیکن فاتحہ کو حدیث نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت اعراف کے بارے فرماتے ہیں:

يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ الْمَفْرُوضَةِ .

''یعنی فرض نماز میں۔''(القراءة للبيهقي، ص 88)

روایت ضعیف ہے۔

① علی بن ابی طلحہ کا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

② عبداللہ بن صالح، کاتب لیث کثیر الغلط راوی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے فرماتے ہیں:

فِي الصَّلَاةِ . ''یہ نماز کے بارے میں ہے۔''

(القراءة للبيهقي، ص 87)

سند سخت ضعیف ہے۔

ا۔ ابومقدام ہشام بن زیاد ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

۲۔ حسن بصری مدلس وکثیر الارسال ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِذَا قَرَأَتْ أَئِمَّتُهُمْ جَاوَبُوهُمْ فَكَرِهَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ قَالَ : ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا﴾ .

''جب بنی اسرائیل کے ائمہ قرأت کرتے تھے، تو مقتدی بھی ساتھ پڑھتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ عمل اس امت کے لیے ناپسند کیا اور فرمایا: ''جب قرآن پڑھا جائے، تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔''

(الدُّرّ المَنثور للسّيوطي : 156/3)

بے سند روایت ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مقتدیوں سے فرمایا:

لَعَلَّكُمْ تَقْرَؤُونَ؟ قُلْنَا : نَعَمْ، قَالَ : أَلَا تَفْقَهُونَ؟ مَا لَكُمْ لَا تَعْقِلُونَ؟ ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(الأعراف : ٢٠٤)

''شاید آپ قرأت کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں، فرمایا: آپ سمجھتے کیوں نہیں کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾(الأعراف : ٢٠٤) ''جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تا کہ تم پر رحمت ہو۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1775، وسندهٔ حسنٌ)

اس میں یہ ذکر نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے مقتدیوں کو فاتحہ سے روکا ہے، اس میں مطلق قرأت کا ذکر ہے، یہ فاتحہ کے بعد والی قرأت پر محمول ہے۔

سوال: ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بلا کراہت جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے، پہلی میں سورت الاعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص، فلق اور ناس پڑھتے تھے۔''

(سنن الدار قطني : 35/2، ح : 1660، المستدرك للحاكم : 305/1، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 285/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: اگر امام جہری نماز میں بھول کر سورت فاتحہ کی کچھ آیات آہستہ پڑھ لے، تو یاد آنے پر کیا کرے؟

جواب: یاد آنے پر یا لقمہ دینے پر دوبارہ سورت فاتحہ اونچی آواز میں پڑھے، اس بھول پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

سوال: کیا کسی صحابی سے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت ہے؟

جواب: کسی صحابی سے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت نہیں۔

سوال: منفرد شخص جہری قرأت کر سکتا ہے؟

جواب: کر سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے

گزرے، وہ آہستہ آواز سے قراءت کر رہے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اونچی آواز سے تلاوت کر رہے تھے۔ جب وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! میں آپ کے پاس سے گزرا، آپ آہستہ آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! جس ذات سے سرگوشی کر رہا تھا، اسے میں نے اپنی بات سنا دی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرا آپ کے پاس سے گزر ہوا، آپ بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اس سے سوئے ہوؤں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو بھگا رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! آپ اپنی آواز قدرے بلند کیجیے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا پست کیجیے۔''

(سنن أبي داوٗد : 1329، سنن التِّرمِذي : 447، وسندہٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1161) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (733) نے ''صحیح'' کہا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (1/ 310) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سنن ابی داوٗد کی ایک روایت (1330، وسندہٗ حسنٌ) میں ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلال! میں نے آپ کو کچھ آیات ایک سورت سے اور کچھ دوسری سورت سے پڑھتے سنا ہے۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی طیب و نفیس ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ایک حصے کو دوسرے کے ساتھ ملاتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی درست۔''

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مسجد میں اعتکاف کے دوران نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کو دیکھا، وہ بلند آواز سے تلاوت کر رہے تھے، آپ ﷺ نے خیمے کا پردہ ہٹا کر فرمایا: آپ اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں، ایک دوسرے کو تکلیف مت پہنچائیں، قرأت میں یا نماز میں ایک دوسرے سے آواز بلند نہ کریں۔''

(مصنّف عبد الرزّاق : 4216، مسند الإمام أحمد : 94/3، سنن أبي داوٗد : 1332، فضائل القرآن للنّسائي : 117، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1162) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (311/1) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سوال: نماز میں مختلف پاروں سے قرأت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، قرأت میں ترتیب ضروری نہیں۔

سوال: کیا جمعہ کی نماز میں سورت جمعہ اور سورت منافقون کی قرأت مسنون ہے؟

جواب: مسنون ہے۔ (مسلم: ۸۷۷)

سوال: کیا وتر کی تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت ملانی چاہیے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ تین وتروں کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔

(مسند الإمام أحمد : 406/3، سنن النّسائي : 1734، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 392/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے آہستہ آمین ثابت ہے؟

(جواب): کسی صحیح ثابت حدیث میں رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی تمام روایات غیر ثابت اور ضعیف ہیں۔ اس کے برعکس اونچی آمین پر کئی احادیث اور آثار صحابہ دلالت کناں ہیں۔

❁ اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا؟ ''کیا آمین اونچی کہی جائے گی؟ فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم امام ومقتدی آمین اونچی کہیں گے۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی کہی کہتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں: اونچی آمین نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے، یہ امام پر زیادہ لازم ہوتی ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اتنی اونچی کہے کہ کم از کم قریب والے سن لیں، اگر صف کے آخر تک سنا دے، تو کیا بات ہے! حتی کہ مردوں کے پیچھے کھڑی عورتوں کو بھی سنا دے۔ لوگ چھوڑ بھی دیں کوئی امام یا مقتدی اس سنت کو نہ چھوڑے۔ شرم محسوس کر کے یا کسی خوف سے یا کسی مجبوری کے ڈر سے بھی نہ چھوڑے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے۔''

(مسائل أحمد وإسحاق بن راهويه برواية الكوسج :138/1)

(سوال): شرمگاہ کو ہاتھ لگ گیا، درمیان میں کپڑا حائل نہیں تھا، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

(جواب): اس صورت میں وضو مستحب ہے، واجب نہیں۔

(سوال): نماز میں چھینک آئی اور ناک سے نزلہ نکل آیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، نماز جاری رکھے۔